بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **25**/جون 2010ء بمطابق **12**/رجب 1431ھ بروز جمعہ بوقت سہ پہر 5 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسلم بھوتانی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَنۡھٰرُ ط ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡکَبِیۡرُ ۞ اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ ۞ اِنَہ ھُوَ یُبۡدِئُ وَیُعِیۡدُ ۞ وَھُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ۞ ذُو الۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدُ ۞ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ۞ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

﴿پارہ نمبر ۳۰ سورۃ البروج آیت نمبر ۱۱ تا ۱۶﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیئے انہوں نے بھلا ئیاں۔ اُنکے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ بیشک وہی کرتا، پہلی مرتبہ اور دوسری۔ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا۔ مالک عرش کی بڑی شان والا۔ کرڈالنے والا جو چاہے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔آج سوالات نہیں ہیں اس لئے وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: محترم مسعود خان لونی صاحب، وزیر کوئٹہ سے باہر ہیں۔انہوں نے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم سردار ثناء اللہ زہری صاحب وزیر نے 24 تا 26 جون 2010ء کے اجلاسوں کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ پروین مگسی صاحبہ، وزیر نے بوجہ ناسازیِ طبیعت آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم اسفندیار خان کاکڑ، وزیر نے نجی کام کی وجہ سے دو دن کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم مولانا عبدالصمد صاحب، وزیر نے کوئٹہ سے سے باہر جانے کی وجہ سے 26-25 جون کے اجلاسوں کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ، مشیر برائے وزیر اعلیٰ نے بوجہ ناسازی طبیعت آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ (رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں)

میزانیہ بابت سال 11-2010ء پر بحث۔

جناب سلیم احمد کھوسہ (وزیر حج واوقاف زکوٰۃ، عشر): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی. Saleem Khosa Sahib on a point of order.

وزیر حج واوقاف زکوٰۃ، عشر: شکریہ جناب سپیکر صاحب! پچھلے دنوں ہمارے علاقے جعفرآباد نصیرآباد میں' جو ایگریکلچر کے لحاظ سے بلوچستان کے واحد علاقے ہیں جہاں پانی ہے، پٹ فیڈر کینال، کیرتھر کینال، شاہی کینال، پانی کی بہت بڑی کمی تھی۔ تو میں نواب صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ذاتی طور پر کل چیف منسٹر سندھ سے بات کی پانی کے حوالے سے اور چیف منسٹر سندھ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آج پانی قدرے بہتر ہوا ہے۔ لیکن جو ہماری ضروریات ہیں اُنکے مطابق بہتر تو نہیں ہوا لیکن پہلے جو کمی چل رہی تھی کافی حد تک بہتر ہوا ہے۔ تو میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ daily کی بنیاد پر اگر وہاں سے ہمارے اریگیشن کے مسٹر صاحب یا ڈیپارٹمنٹ والے رابطہ رکھیں یا جو دریائے سندھ ہے وہاں وہ اپنے نمائندے کو بھیجیں۔ وہ وہاں بیٹھے اور جو ہمارا حق ہے اُسکے مطابق اگر اُن سے پانی لیں۔ کیونکہ یہ timing ایسا ہے کہ یہ دس پندرہ بیس دن اگر اسوقت ہمیں پانی نہیں ملا تو ہماری زراعت کو ایک بہت بڑے نقصان ہونے کا خدشہ ہے۔ تو اُس کمی کو پورا کرنے کیلئے daily basis پر اگر سندھ گورنمنٹ سے رابطہ رکھا جائے۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ رکھا جائے تو کافی بہتر ہوگی۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: ok جی آپ کا point on record آ گیا۔ بجٹ پر بحث سلطان ترین صاحب اور آغا عرفان صاحب کے، ابتک دو نام آئے ہیں اور اگر کسی نے بات کرنی ہو تو وہ سیکرٹری اسمبلی کو اپنے نام دیدیں۔ جی سلطان ترین صاحب!

جناب سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات): Thank you جناب سپیکر صاحب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اِس عوامی بجٹ کیلئے جناب نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب اور فنانس منسٹر صاحب اور تمام کیبنٹ کی کوششوں سے یہ عوامی بجٹ پیش ہوا۔ اور میں اپنے جیل کے متعلق بھی تھوڑی باتیں کرلوں۔ ہمارا جیل پرانے طرز پر بنا ہوا ہے لیکن اسمیں قیدیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس میں تین گُنا زیادہ رکھے گئے ہیں۔ ہر جگہ تین گنا زیادہ رکھے گئے ہیں۔ تو میری وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اپنے اسپیشل فنڈز سے کچھ جیل کے لئے دیں۔ اور آخر میں مَیں وزیر اعلیٰ صاحب اور فنانس منسٹر، سب منسٹروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے عوامی بجٹ پیش کیا۔ Thank you.

میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی (وزیر کیوواسا اور QGWSP): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی. Habib Sahib on a point of order.

وزیر کیوواسا اور QGWSP: جناب سپیکر! بجلی کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ مہینے پہلے بلوچستان بھر میں واپڈا کی طرف سے اٹھارہ اُنیس گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ کی گئی تھی جس سے زمینداروں کے کروڑوں روپے کی فصل نقصان ہوئی۔ عین فصل کی تیاری کے موقع پر بجلی بند کر دی گئی تھی جس پر احتجاج ہوا مگر اُس پر تقریباً ایک مہینہ اٹھارہ اُنیس گھنٹے لوڈ شیڈنگ کی جاتی رہی کہ جی کوئی کھمبا گرا تھا اُسکو بنانے میں ٹائم لگا۔ اس کے بعد تقریباً ایک مہینے تک حالات کچھ ٹھیک ہو گئے تھے ابھی کچھ دنوں سے پھر اُنیس بیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ شروع کی گئی ہے خاران میں خضدار میں مختلف علاقوں میں جس سے زمیندار پورے بلوچستان میں احتجاج کر رہے ہیں۔ بلکہ تھانوں میں زمینداروں کے بہت سے نمائندوں نے گرفتاریاں بھی دی ہیں۔ میں سی ایم صاحب سے request کرتا ہوں کہ وہ اِس حوالے سے واپڈا والوں سے بات کریں۔

جناب سپیکر: کل سی ایم صاحب نے اِس حوالے سے واپڈا والوں سے میٹنگ بھی کی ہے زمینداروں سے اور اُن سے کہا ہے اور ایک ہفتے کا time دیا ہے۔ جی اصغر رند صاحب! آپ بجٹ پر بحث میں حصہ لیں گے؟

میر محمد اصغر رند (وزیر سماجی بہبود): بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے میں 11-2010ء کا بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ اور صوبائی کیبنٹ، محکمہ خزانہ اور دوسرے جتنے ملازمین نے تعاون کیا ہے اُنکا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ اُنکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! بجٹ ایک ملک کا ہو یا گھر کا ہو یا ایک صوبے کا ہو۔ تو اُسکو پیش کرنے سے پہلے یقیناً ماضی کو بھی دیکھا جاتا ہے اور مستقبل کو بھی۔ تو اسکو دیکھ کر وہ بجٹ بنایا جاتا ہے۔ اور بجٹ ہی پر پورا ملک یا صوبہ چلایا جاتا ہے۔ تو ہمارا جو بجٹ پیش ہوا۔ ڈویلپمنٹ سیکٹر یا نان ڈویلپمنٹ سیکٹر میں اگر دیکھا جائے تو تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ یقیناً بجٹ میں کمزوریاں ہوتی ہیں لیکن کوشش یہ کی جائے کہ چاہے وہ جس صوبے کا ہو جس ملک کا ہو اسمیں اُس علاقے کے رہنے والوں کو زیادہ فائدہ ہو۔ ہمارا جو بجٹ پیش ہوا ہے اسمیں تو سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسمیں بیروزگاری کے حوالے سے پانچ ہزار نوکریاں reflect ہیں۔ اگر ان پر عملدرآمد کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے جو موجودہ حالات ہیں یا law and order کی جو خرابیاں ہیں اسکی main وجہ بیروزگاری ہے۔ اگر وزیر خزانہ صاحب اور نواب صاحب اِس پر interest لے لیں جو پانچ ہزار نوکریاں ہیں بجٹ میں اُن پر جلدی عملدرآمد کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی خوبی یہی ہے۔ اسکے علاوہ ایجوکیشن سیکٹر، ایک معاشرے میں ایک ملک یا ایک صوبے میں ایجوکیشن کو آپ بنیادی طور پر ساتھ لیکر چلتے ہیں تو یقیناً اُس سماج میں بہتری آئے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن سیکٹر میں جو amount رکھا گیا ہے بہتر طریقے سے بالکل مثبت

اقدامات ہیں۔تو ہونا یہ چاہیئے کہ اسکو merit پر جس علاقے میں ضرورت ہو اُس میں repair کے حوالے سے، کالجز اور سکولز ہیں اُن کے فرنیچر کے حوالے سے، اُن کی کنسٹرکشن کے حوالے سے اُن کے رنگ وروغن کے حوالے سے۔ضروری یہ ہے کہ جس علاقے میں یہ کام ہوں وہاں کے نمائندوں سے اور اُس علاقے کے آفیسروں سے رابطہ کیا جائے تو اسمیں بہتر result آ سکتا ہے۔دوسری اہم خوبی یہ ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے جس طرح رقم رکھی گی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ ہیلتھ منسٹر اور اُنکا ڈیپارٹمنٹ وہ بھی جس طرح ایجوکیشن کے حوالے سے پورے ڈسٹرکٹ یا جس علاقے میں ہیلتھ کے مسائل ہیں اُن کو ساتھ لیکر چلیں کیونکہ ہیلتھ ایک بنیادی ڈیپارٹمنٹ ہے جو انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔اسکے ساتھ ساتھ بحالی کے disaster کے حوالے سے۔۔۔۔۔

Mr . Speaker: Minister I.P.C. please attention .

معزز وزیر صاحب بات کر رہے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود: اچھا جو رقم رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ صوبے میں ناگہانی آفات کے لئے سیلاب ہو یا زلزلہ ہو تو یہ ایک اچھا اقدام ہے۔اور ساتھ ہی لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے، کہ شاید آنیوالے وقتوں میں لوکل باڈیز میں جو ہم تبدیلی لے آئیں گے اسمیں بھی خرچہ آ جائیگا۔اور ساتھ ساتھ جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی جو تنخواہیں پچاس فیصد بڑھا دی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں یہ ایک اچھا اقدام ہے۔اس سے یقیناً صوبے میں اسکا مثبت result آ جائیگا۔اسکا سارا crdit ہمارے وزیر خزانہ، ہماری کیبنٹ، اور وزیر اعلیٰ صاحب کو جائیگا۔اسکے ساتھ ساتھ جو بہت ایک اچھی پیش رفت ہے وہ پولیس اور لیویز کی تنخواہیں سو فیصد بڑھانا۔تو اسمیں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو نواب صاحب اور اُسکی ساری کیبنٹ کوشش کر رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسمیں ہم مزید بہتری لا سکتے ہیں اور انشاءاللہ ہمارا تعاون ہوگا۔یقیناً پولیس، لیویز اور دوسرے جتنے ادارے ہیں۔تو انکی بنیادی ضرورتیں جب مکمل ہوں گی تو یقیناً جن علاقوں میں انکی تعیناتی ہے وہاں بہتر طور پر یہ کام کر سکیں گے۔اسکے علاوہ 12 ارب روپے جو صوبے کی سرمایہ کاری کے لئے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ سالوں کے لئے ہر صوبے کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیئے یہ ایک بہتر اور صحیح فیصلہ ہے۔کہ ہمیشہ ہم دوسروں پر انحصار نہیں کریں۔اور ساتھ ساتھ ہمیشہ ایک پروپیگنڈہ یا ایک چیز سامنے آئی کہ وزراء کی تنخواہیں یا ساری چیزیں وزراء کر رہے ہیں۔تو ان کی تنخواہیں بڑھانے کی بجائے کم کر دی گئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی حوالے سے اور مالی حوالے سے ہمارے صوبے کی بہتر ہوئی ہے یقیناً ایک بہتر اقدام ہے۔جناب سپیکر صاحب! جہاں بجٹ کی خوبیاں ہیں یقیناً

کچھ کمزوریاں بھی ہوں گی۔ اسمیں ہمارے وزیر خزانہ اور خزانہ کا اسٹاف بھی بیٹھا ہوا ہے سب سے بڑی کمزوری تو میں یہی سمجھتا ہوں .S.N.E کے حوالے سے کہ merit کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جن ڈیپارٹمنٹوں کو پوسٹیں دی گئی ہیں، کچھ ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جو کہ پورے بلوچستان میں پھیلے ہوئے ہیں جس طرح سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ، ہر ڈسٹرکٹ میں اسکا دفتر ہے وہاں اسٹاف ہے۔ اس کو صرف 70 پوسٹیں دی گئی ہیں۔ میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں لیکن کچھ ایسے ڈیپارٹمنٹیں ہیں جن میں کسی کو 400 کسی کو 200 کسی کو 300۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر نظر ثانی کی جائے۔ جس ڈیپارٹمنٹ کو جس حساب سے پوسٹوں کی ضرورت ہے تو اسمیں میرے خیال میں بہتری لائی جائیگی۔ اچھا ایک اور چیز، جب ہمارا بجٹ final stage میں ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب! اسمیں ایک چیز اور ہوتی ہے کہ additional grant کے حوالے سے یا ایڈیشنل اماؤنٹ کے حوالے سے۔ تو اسمیں یہ ہونا چاہیئے جس علاقے میں ایڈیشنل اماؤنٹ دیا جاتا ہے، جب ہمارا بجٹ final stage میں ہوتا ہے پاس ہونے سے پہلے، on-going اسکیموں کے حوالے سے تو یہ ہونا چاہیئے جس علاقے میں کوئی کام چل رہا ہے وہاں کم از کم کمشنر یا ڈپٹی کمشنر یا متعلقہ ایم پی اے جس کسی بھی عوامی بندے جس کو پتہ ہو کہ اسکے علاقے میں اُس اسکیم کا کیا ratio ہے کیا progress ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اسکو اس حساب سے پیسے دیئے جائیں۔ لیکن افسوس کہ اس طرح نہیں ہے۔ میں ثابت کرسکتا ہوں کہ کچھ ایسی اسکیمیں ہیں جہاں پانچ فیصد کام کیا گیا ہے وہاں ایڈیشنل اماؤنٹ دیا جائے۔ اور کچھ ایسی اسکیمیں جو سو فیصد complete ہیں لیکن ابھی تک ان کے پیسے بچے ہوئے ہیں۔ تو اس طریقہ سے میرے خیال میں اس پر کیا جائے تاکہ آئندہ یہ چیزیں نہ ہوں۔ ہمارے ڈویلپمنٹ سیکٹر جناب سپیکر! دو مدوں میں تھا ایک new اسکیم ایک on-goinng اسکیم۔ new اسکیمیں وہ ہیں جو عوامی نمائندوں، ایم پی ایز نے تجویز دی ہے اپنے علاقوں میں۔ on-going اسکیمیں وہ ہیں جو بیوروکریسی یا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ نے اپنے طور پر ان کو allocation میں فنڈ دیا ہے۔ تو اسمیں بھی دیکھا جائے کہ کس نے میرٹ کیا ہے۔ PSDP کی book ہے۔ ہم نے جو اسکیم دی ہے وہ ہمارے علاقوں میں جاکے دیکھا جائے۔ جبکہ on-going اسکیموں میں جس طرح اگر ہم نے میرٹ کیا ہے تو ہونا یہی چاہئے کہ وہ on-going اسکیموں جیسے پہلے میں نے کہا ایڈیشنل کے حوالے سے، اس طرح on-going اسکیم کم از کم district wise کرلیں، نہیں تو جو اسکیم complete ہے تو اس کو پورا amount دیا جاتا لیکن افسوس اس طریقے سے یہ چیزیں نہیں ہوئیں۔ اور دوسرا ایک تجویز ہے میری نواب صاحب سے اور منسٹر خزانہ صاحب سے جو departmental fund رکھا گیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کو

آئندہ کیلئے جس میں بڑے ڈیپارٹمنٹس ہیں ہیلتھ لوکل گورنمنٹ جن میں چھوٹے ڈیپارٹمنٹوں کیلئے جو رقم رکھی گئی ہے، ہونا تو یہ چاہیئے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر یا انکے سیکرٹری سے مشاورت کر کے جو اسکیم ڈیپارٹمنٹ یا بلوچستان کے مفاد میں ہو تو اسکو فنڈز دیئے جائیں۔اس کے علاوہ جناب سپیکر! ہمارے وزیر خزانہ نے بلوچستان پیکیج کے حوالے سے اپنے بجٹ میں ذکر کیا تھا، یہ تو مرکزی حکومت کا subject ہے، ایک اچھی چیز ہے مجموعی حوالے سے، بلوچستان کو فائدہ ہوگا۔تقریباً پانچ ہزار ملازمتیں ملیں گی۔لیکن جس طرح اسکا طریقہ کار ہے پالیسی ہے اس سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ان لوگوں نے میرٹ رکھا ہے district-wise۔ابھی میں اپنے ڈسٹرکٹ کی مثال دیتا ہوں کہ میرا ڈسٹرکٹ ایران کے بارڈر سے شروع ہو کر یہاں آواران تک، چار سو کلومیٹر لمبا ڈسٹرکٹ ہے۔ اگر ایک پرائمری اسکول وہاں ایران کے بارڈر پر ہے یہاں اس سرے سے کوئی لڑکی یا لیڈیز select ہوتی ہے تو کس طرح وہاں وہ اپنی ڈیوٹی دیتی ہے؟ تو ہمارے اپنے ڈیپارٹمنٹ والے کہتے ہیں کہ ہم ڈسٹرکٹ میرٹ کرتے ہیں۔جس طرح آپ کا اپنا حلقہ ہے۔اگر ایک ڈسٹرکٹ میرٹ کرتے ہیں۔اوتھل کا ایک بندہ اگر حب میں تعینات ہو جائے یا حب کا کوئی بندہ select ہو کر وندر میں، میں کونڈ ملیر کی مثال دیتا ہوں۔آپکے کونڈ ملیر میں ایک پوسٹ خالی ہے تو حب سے کوئی بندہ select ہو جائے ڈسٹرکٹ میرٹ پر تو کس طرح وہ وہاں ڈیوٹی دیگا؟ اس سے میں یہی سمجھتا ہوں کہ بنیادی جو چیز ہم نے مدنظر رکھی ہے اسمیں ہمیں فائدہ نہیں ہوا۔مجموعی حوالے سے تو بلوچستان کو فائدہ ہوا ہے۔کیونکہ ہماری جتنی بھی ملازمتیں یا جتنے بھی ہمارے سرکاری بندے ہیں وہ زیادہ تر پراونشل ہیڈکوارٹر یا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کو پسند کرتے ہیں۔کوئی بھی بندہ بی ایریا میں نہیں جاتا ہے۔جتنے بھی آپکے آر ایچ سیز ہیں، پرائمری اسکولز ہیں، مڈل اسکولز ہیں کوئی وہاں ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں، سارے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اگر اس میں یہ پالیسی کی جاتی کہ جس علاقے کی پوسٹ ہے میرٹ وہیں سے کیا جاتا تو میرے خیال میں اس سے ہم ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بہتری لاتے۔لیکن یہ چیز نہیں ہوئی۔تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پیکیج سے مجموعی حوالے سے بلوچستان کو فائدہ ہوگا مگر بنیادی طور پر ہم ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں وہ بہتری نہیں لا سکتے جس طرح ہماری توقع تھی۔اور آخر میں جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے ایک request کی تھی جس طرح وزراء صاحبان کی تنخواہیں کم کی تھیں اگر نواب صاحب جناب سپیکر صاحب کی اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہیں اسی ratio سے کم کی جائیں تو بہتر ہوگا۔(ڈیسک بجائے گئے)

جناب سپیکر: پیر عبدالقادر گیلانی صاحب!

پیر عبدالقادر گیلانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس بات کو appreciate

کرنا چاہتا ہوں اور نواب صاحب کو، جناب وزیر خزانہ صاحب کو تاریخ کے سب سے بڑے بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (ڈیسک بجائے گئے) یہ اُن کی، اُن کی حکومت کی اور ساتھ ہی وفاقی حکومت کے تعاون سے ہمیں اتنے وسائل ملے اور اتنے محاصل کی مد میں commitments ہوئیں جو اِتنا بڑا بجٹ بن سکا۔ بجٹ میں بہت ساری اچھی چیزیں جو موجود ہیں اُنکے اوپر بات کرنا بھی ضروری ہے اور کچھ خامیاں بھی ہیں جن کے لئے میں گیلو صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خامیاں ڈھونڈنے میں مجھے بڑی مشکل پیش آئی۔ (ڈیسک بجائے گئے) سب سے پہلے میں non-development budget کی طرف۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ خامیوں پر مبارک باد دینا چاہتے ہیں؟

پیر رعبدالقادر گیلانی: جی؟

جناب سپیکر: خامیوں پر مبارک باد دینا چاہتے ہیں؟

پیر عبدالقادر گیلانی: جی اس لئے مبارکباد دیتا ہوں کہ بڑی مشکل سے خامیاں ڈھونڈ لیں۔ ورنہ بہت آسانی سے ہر بجٹ میں مل جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اِن کی ہوشیاری کو credit دے رہے ہیں۔

پیر عبدالقادر گیلانی: non-development بجٹ کے بارے میں مَیں، جس طرح پہلے ہمارے ساتھیوں نے کل بالخصوص جعفر مندوخیل صاحب نے اِس پر بڑی سیر حاصل بحث کی اور تقریباً سوا گھنٹے کی یا گھنٹے کی تقریر انھوں نے کی۔ اور ہر پہلو پر بات کی۔ تو repeatation نہ ہو، اس لئے میں صرف کچھ معاملات میں، انھوں نے جو نشاندہی کی اور جو بجٹ میں موجود ہیں کہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں غیر ترقیاتی ہمارا بجٹ بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ تنخواہوں میں اضافہ اور دوسرے معاملات شامل ہیں جو بہت انتہائی ضروری معاملات ہیں۔ پولیس کی تنخواہوں میں سو فیصد کا جو اضافہ کیا گیا ہے۔ آج مجھے اُمید ہے کہ اگر کوئی افسر ایمانداری سے کام کرنا چاہے تو اسکے پاس اتنے کھلے وسائل نہیں لیکن اتنے وسائل موجود ہونگے کہ وہ اپنے گھر کا خرچہ چلا سکے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد کا جو ایڈھاک ریلیف انھوں نے دیا ہے اسمیں ہمارے منسٹر فنانس صاحب نے تھوڑی سی لفاظی استعمال کی ہے۔ اور ایڈھاک ریلیف دیا ہے جس سے ٹھیک ہے انھیں فائدہ تو ملے گا مگر ایڈھاک ایڈھاک ہوتا ہے اور پرمنٹ پرمنٹ۔ اس ایڈھاک ریلیف کی وجہ سے انھیں ایک سال تک تنخواہیں زیادہ ملیں گی یا جب تک continue ہوگا جناب سپیکر! اسوقت تک انھیں فائدہ ہوگا لیکن ان کی پنشن میں اور پندرہ فیصد کے حساب سے جس طرح ان کی ہیلتھ facilities دوسری facilities میں

اضافہ کیا گیا ہے یا مقرر کی گئی ہیں ان میں سرکاری ملازمین کو ان کے long term میں کوئی اتنا زیادہ فائدہ نہیں ہوگا۔ It is a adhoc relief اس ایڈھاک ریلیف کو اگر اسطرح نیک نیتی سے کیا گیا ہے کیونکہ انکی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اگر ان کی پرمننٹ تنخواہوں میں basic pays میں اضافہ کیا جائے تو اُنھیں بہت ایک اچھا ریلیف ملے گا۔ اسی طرح ہماری اسمبلی کے حوالے سے گورنر ہاؤس کے حوالے سے سپلیمنٹری بجٹ میں صرف 21 کروڑ روپے گاڑیوں کے purchase کیلئے مانگے گئے ہیں۔ چار کروڑ تیس لاکھ روپے کے قریب اسمبلی کیلئے اور 17 کروڑ روپے سے زیادہ، ملٹری سیکرٹری کی کوئی requirement تھی، 17 کروڑ روپے کی گاڑیاں وہاں کیلئے۔ اور جو سپلیمنٹری میں نظر آئی ہیں۔ اسکے علاوہ اگلے سال کے بھی بجٹ کے اندر اسی طرح سے کئی departments کیلئے کروڑوں روپے کی گاڑیاں خریدی جا رہی ہیں۔ اگر وہ گاڑیاں جس طرح سے اگر آپ کہیں کہ requirement ہیں بلٹ پرُوف ہیں کوئی خاص بات ہے جو already موجود گاڑیاں وہ مقاصد پورے نہیں کر سکتی ہیں یا وہ سیکورٹی نہیں دے سکتیں تو بہت مناسب بات ہے وہ ایک ضرورت ہے چاہے وہ سپیکر کیلئے ہو چاہے چیف منسٹر کیلئے ہو چاہے گورنر کیلئے ہو چاہے ہمارے وزراء جو high targets ہیں انکے لئے ہوں تو اسمیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ It is a necessity لیکن if یہ گاڑیاں نان بلٹ پروف ہیں اور سیدھی سادھی ہیں جن کی requirement نہیں ہیں تو بجٹ کا جو خسارہ ہے اُسے کم کرنے میں اگر ہم انکو نہ ڈالتے تو بہت اچھی بات ہوتی اور اسکے اوپر تھوڑی کفایت شعاری کر سکتے تھے۔ آگے ہمارا جو پچھلے سال کا بجٹ تھا اسمیں بھی تقریباً سات ارب کچھ کروڑ روپے کا خسارہ تھا۔ جو بعد میں جب ہمارے وسائل بھی انتہائی کم تھے جناب سپیکر! لیکن اس سال ہمارے وسائل بھی almost دوگنے کے قریب ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی سات ارب روپے کا خسارہ برقرار ہے۔ تو یہ اگر بغیر خسارے کا ایک بجٹ ہوتا جس طرح سے کہتے ہیں کہ ٹیکس فری بجٹ۔ اس طرح اگر خسارہ فری بجٹ بھی ہوتا تو یہ ہماری اس حکومت کیلئے اور ہمارے صوبے کیلئے بہت ایک فخر کا مقام ہوتا کہ جی ہم اپنے وسائل میں رہتے ہوئے اُن خساروں کو، کوئی خسارہ ہم نہیں لے رہے ہیں، ہم اپنے اخراجات میں کمی لا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اب سب سے جو ہمارے اہم شعبے ہیں اُن میں تعلیم، صحت، سیکورٹی۔ اسمیں تعلیم کے حوالے سے بہت سارے فنڈز رکھے گئے ہیں اسکولوں اور کالجز کیلئے ٹیبلیں، کرسی، دیواریں اور مختلف چیزوں کیلئے اس سال اربوں روپے رکھے گئے ہیں۔ جو پچھلے کئی سالوں سے کبھی بھی اتنے بڑے فنڈز نہیں رکھے گئے یہ قابل تعریف بات ہے۔ لیکن اسمیں ایک خدشہ اس بات کا ہوتا ہے وہ صرف کچھ مخصوص ضلعوں میں خرچ نہ ہو جائیں یا کچھ مخصوص حلقوں میں خرچ نہ ہو جائیں اور بلوچستان محروم رہ جائے۔ اس میں چاہے نوکریاں ہوں

چاہے بلڈوزرز کے گھنٹے ہوں چاہے تعلیم کے شعبے میں کوئی فنڈز ہوں جو مقرر کئے گئے ہیں مجموعی طور پر پورے صوبے کیلئے۔ میری نواب صاحب سے درخواست ہوگی اگر اُنہی حلقوں میں، جہاں پر زیادہ requirement ہے۔ لیکن اگر حلقوں کے حساب سے تقسیم کیا جائے اسکول کالجز انٹر کالجز گرلز اسکولز بسیں رکھی گئی ہیں بہت اچھے اچھے اقدامات ہیں۔ اگر ان کے ثمرات پورے صوبے میں ہوں تو یہ تمام صوبے کے ہر حلقے کے عوام پھر یہ کہہ سکیں گے کہ ہمیں اُس سے کوئی فائدہ ہوا ہے ایک حلقے کو ایک یونین کونسل کو ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے لیکن ایک حلقے میں کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہا ہے۔ دوسری بات سات کروڑ روپے کی رقم سکالرشپ کیلئے رکھی گئی ہے، بہت اچھا اقدام ہے اُمید ہے کہ اسمیں اگلے سالوں میں اضافہ کیا جائے گا۔ لیکن اسمیں منسٹر فنانس صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ میرٹ کی بنیاد پر۔ بالکل میرٹ ہونی چاہیئے۔ لیکن آپ لسبیلہ کے ایک گاؤں کا یا موسیٰ خیل کے ایک گاؤں کا میرٹ کوئٹہ کے میرٹ کے ساتھ آپ جوائنٹ کرینگے تو ہمارے جو دیہی علاقے ہیں یا دُور دراز کے علاقے ہیں، وہ ناں کوئٹہ والوں کو جن کو لائبریری کی سروس، ایسے ایسے اسکولوں کی سروسز جہاں اچھی تعلیم دی جاتی ہے کالجوں کی سروس ہے اُن کے مقابلے میں اُن کی تعلیم نہیں ہوگی۔ گر اس رقم کو اسی طرح سے ڈسٹرکٹ وائیز تقسیم کی جائے اور ہر ڈسٹرکٹ کے لیول کے اوپر میرٹ مقرر کیا جائے تو اس سے یہ ہوگا کہ پورے بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس کو کچھ نہ کچھ حصہ مل سکے گا۔ otherwise ، 80% سے زیادہ میرٹ ہے وہ کوئٹہ لے جائے گا اور 20% باقی اردگرد کے علاقوں میں جائے گا اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ساتھ میں نئی تقرریاں، جس میں اس سال کیلئے پانچ ہزار اسامیاں رکھی گئی ہیں اور آئندہ سال کیلئے تقریباً دو ہزار اسامیوں کا اعلان کیا گیا ہے بہت اچھی بات ہے لیکن اسمیں باقی تمام جتنے انٹرویوز ہوئے ہیں، پچھلے سال میں appointments ہوئے ہیں ان میں مَیں نواب صاحب کی اور گورنمنٹ کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں کہ اگر اس سال کی طرح اگلے سال بھی locals کو نظر انداز کیا گیا اور ایک ضلع میں دوسرے ضلع اور تیسرے ضلع چاہے اُسکا تعلق شاید منسٹر کے ضلع سے ہوتا ہو چاہے کسی اور کے ضلع سے ایک سے 17 گریڈ کے یا 16 گریڈ کے افسران دوسرے ضلعوں سے آ کے لگنا شروع ہو جائیں چاہے وہ جنگلات میں ہوں چاہے وہ اریگیشن میں ہوں، چاہے وہ ایجوکیشن میں ہوں چاہے وہ کسی بھی subject میں ہوں I am not talking of a specific one لیکن میں generally بات کر رہا ہوں کہ ہمارے حلقے میں، ہمارے ڈسٹرکٹ میں دوسرے ضلعوں کے لوگوں کو appointments لیٹرز ملے ہیں اور انھوں نے آ کے join کیا ہے۔ اس سے ہمارے لوگوں میں ایک بہت بے چینی پائی جاتی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ ہمارے لوکل 40-50% لوگ appoint ہو رہے ہیں

اور باہر کے 60% لوگ آرہے ہیں؟already جس طرح سے پورے بلوچستان میں اسوقت چل رہا ہے کہ جی غیر locals کو بلوچستان سے نکالا جائے یا پنجابیوں کے خلاف یا کسی اور کے خلاف۔ ہمارے ضلع میں کبھی یہ نہیں ہوا۔لیکن اس طرح کی جب باتیں ہونگی تو ضلع کے باہر کے لوگوں کے ساتھ کوئی نفرت بڑھنا یا عوام کا اعتماد حکومت پر ختم ہونا یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس معاملہ کو ذرا،ٹھیک ہے بڑے گریڈوں پر ہوسکتا ہے ہمارے پاس شاید انجینئرز نہ ہوں،کمپیوٹر ایکسپرٹس نہ ہوں اور دوسرے نہ ہوں لیکن ایک گریڈ سے سترہ اور سولہ گریڈ کے افسران بھی باہر سے آنا شروع ہوجائیں تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔تو یہ اگلے سال میں بھی اسی طرح سے ہمیں امید ہے کہ نواب صاحب اس پر نوٹس لیں گے اور اس پر چیک کریں گے کہ پچھلے سال کیسے ہوئے یہ معاملات اور اگلے سال کس طرح اس سے بچا جائے۔ ہیلتھ کے حوالے سے equipment ہسپتالوں کی upgradation کے لئے تقریباً ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ ایک بڑی خطیر رقم ہے جو تمام ہسپتالوں کو ملنی چاہیے جن میں equipment ہیں۔ ہمارے تمام ساتھی یہی کہتے ہیں کہ specific اپنی constituency نہیں ہونی چاہیے لیکن سب specific constituency ہوئے ہیں۔ اسوقت ہمارے ڈسٹرکٹ میں دیکھا جائے آواران میں دیکھا جائے دوسرے ڈسٹرکٹس میں دیکھا جائے تو جنریٹرز موجود ہیں، repair کی ضرورت ہے۔ایمبولینسیں موجود ہیں خراب پڑی ہوئی ہیں۔equipment آپکی ایکسرے مشینز دوسرے equipment موجود ہیں اُنکے اندر چھوٹی موٹی خرابیاں ہیں۔اتنی خطیر رقم رکھی گئی ہے اگر یہ تمام ڈسٹرکٹس کے ہسپتالوں کو صرف وہی already موجود equipment کے اندر یہ upgrade کردیا جائے تو وہ اس قابل ہوسکیں گے کہ وہ ہمارے عوام کو facilities دے سکیں۔ لیبارٹری facilities مل سکتی ہیں۔ایک بہت اچھا maternity کا کیا ہے کہ وہاں پر rooms بننے چاہئیں۔ یہ بہت سارے ہمارے ایسے فوائد ہیں جو trickle down affect اُنکا اگلے بجٹ سے پہلے ہوسکتا ہے۔اور لوگوں کو اُسمیں کافی فرق نظر آسکتا ہے۔لیکن again کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ constituencies میں محدود ہوکر رہ جائیں۔29 کروڑ روپے پچھلے سال میرے خیال میں ادویات کی purchase کیلئے رکھے تھے۔اور اس سال اُسکو بڑھا کر تقریباً ایک ارب تیرہ کروڑ روپے کردیئے گئے ہیں۔ یہ ہیلتھ کی facility ہسپتالوں کا ہونا یا نہ ہونا ایک برابر ہوتا ہے جب اُنمیں medicines نہ ہوں۔اگر ڈاکٹر نے پرچی ہی دینی ہے باہر سے جا کر لینا ہے تو وہ زیادہ تر ہمارے ہسپتال، پورے بلوچستان کے even کوئٹہ کے بڑے بڑے ہسپتال بھی میڈیسنز سے محروم ہیں۔ یہ ایک بہت احسن اور اچھا قدم ہے۔لیکن میری نواب سے بھی اور منسٹر ہیلتھ سے بھی request

ہے کہ بلوچستان میں، اس اسمبلی کے فلور کے اوپر آج تک دس دفعہ یہ معاملہ اُٹھا ہے ہیپا ٹائٹس A.B اور C کے حوالے سے۔ اگر اسمیں specific کر کے دس یا بیس کروڑ روپے ہیپا ٹائٹس A-B بی اور C کے علاج کیلئے، اُسکے ٹیسٹ کیلئے، اُسکی vaccinations کیلئے رکھ دیئے جائیں تو یہ موذی مرض جو جان لیوا مرض ہے it kills لوگوں کی جانیں اس سے ضائع ہوجاتی ہیں تو یہ specifically یہ اس مرض کیلئے رکھی جائیں دس کروڑ یا بیس کروڑ جو بھی ہے اسی amount میں سے رکھ دی جائیں equipment میں سے رکھ دی جائیں، کسی میں سے بھی رکھ دی جائیں تو یہ پورے ہمارے بلوچستان کے عوام کو ایک chance نظر آئے گا کہ اس موذی مرض سے بچنا، کیوں وہ اسکی دوائی، اسکی ویکسین، سب ہزاروں روپے میں آتی ہیں۔ اور جو آدمی تین ہزار یا سات ہزار تنخواہ لیتا ہے یا پچاس، چالیس ہزار سالانہ انکم اُٹھاتا ہے تو وہ کہاں سے ہزاروں روپے اپنے اہل خانہ کو ویکسین لگائیں۔ ایک گھر میں چھ افراد ہیں اُنکی ویکسین کے اوپر تین، چار ہزار روپے خرچہ آجاتا ہے تو وہ کہاں سے پورا کرسکتا ہے۔ اگر حکومت اسمیں اقدام اُٹھائے تو اُسمیں بہت زیادہ ہمیں ٹیکنیکل چیز میں فائدہ پہنچے گا۔

جناب سپیکر! پانی کے حوالے سے، پی ایچ ای کے حوالے سے جو پچھلے سالوں میں اسکیمیں شروع کی گئی تھیں کہ filtration plants ہر یونین کونسل میں لگیں گے۔ اس معاملے میں بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس معاملے میں اگر ایک ضلع میں چار filtration plant لگیں یا پانچ لگیں کسی اور ضلع میں نو، دس یا پندرہ لگیں۔ لیکن اسمیں وہ constituency اور ضلع کو نظر انداز کرنے کا شک ہوتا ہے۔ تو میری درخواست یہ ہے کہ اس معاملے میں جن حلقوں کو نظر انداز کیا گیا ہے اگلے مالی سال میں priority کے اوپر اُن یونین کونسلز کو جو ابھی تک محروم رہی ہیں اس اسکیم میں شامل کیا جائے۔ پانی کا ایک ایسا مسئلہ ہے خاص طور پر وہ ٹھنڈے علاقے اور گرم علاقے سب کیلئے ایک برابر ہے لیکن گرم علاقوں میں اتنا زیادہ پانی کا مسئلہ ہوجاتا ہے کہ چار چار، پانچ پانچ، دس دس کلومیٹر دُور سے لوگ جا کر زیادہ تر خواتین اور بچے جا کر پانی لاتے ہیں۔ اور یہ اتنا serious مسئلہ ہے کہ لوگوں کی زندگیاں اس پر اُنکا جینا دوبھر ہوگیا ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ جن علاقوں میں پانی موجود ہے اُنکے لئے اسپیشل ٹیوب ویلز اسکیم کا اعلان کیا جائے تا کہ وہاں ٹیوب ویلز لگا کے آگے اُسے distribution کی جائے اور surrounding areas کو پانی دیا جائے۔ اور جہاں نہیں ہے تو وہاں دُور سے چاہے پانچ یا تین کلومیٹر دور سے پائپ کے ذریعے ایسا کوئی اسپیشل پروگرام بنایا جائے جسکے ذریعے وہاں پانی تقسیم کیا جائے۔ اب ہمارے منسٹر فنانس صاحب نے دو لاکھ بلڈوزر کے گھنٹوں کا کہا کہ پچھلے مالی سال میں رکھے گئے تھے اور پتہ نہیں کہ کتنے ہزار ایکڑ زمین اس سے آباد ہوئی ہے۔ میں اگر اپنے حلقے کی بات کروں تو ایک گھنٹہ بلڈوزر کا بھی بلکہ

کیا سرکاری بلڈوزر وہاں نظر نہیں آیا۔ تین لاکھ بلڈوزر کے گھنٹے اگلے سال میں رکھے ہیں۔ پچھلے آٹھ، دس، بارہ سال سے کوئی جاپان فنڈز کا وعدہ ہے جو ہم دے رہے ہیں آپکو بلڈوزر اور ہر صوبے کو اسمیں کچھ بلڈوزرز ملیں گے اور ہر ڈسٹرکٹ کو اُسمیں دو دو، چار چار بلڈوزرز ملیں گے۔ پچھلے سال بھی یہی اعلان کیا گیا تھا اس سے پہلے کی حکومتوں میں بھی یہی اعلان کیا گیا تھا ہر سال کے بجٹ میں کہ جی اس مسئلے کو دیکھا جائے گا۔ اسکے اوپر اگر بلڈوزر ہمیں سات سال سے نہیں مل رہے ہیں تو اگلے کی کیا گارنٹی ہے کہ ہمیں ملیں گے۔ اسکے لئے حکومت کوئی لائحہ عمل بنانا چاہیے یا اپنے بلڈوزرز پر چیز کرنے چاہئیں۔ اگر نہیں کرسکتی ہے تو ایک واضح پالیسی بنائی جائے۔ کہ بلڈوزر کی غیر موجودگی کی وجہ، ہم نے اپنے ایم پی اے فنڈز میں رکھے ہیں بلڈوزر آورز۔ لیکن بلڈوزر کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہ implement نہیں ہو سکے۔ تو ایسا کوئی طریقہ بنایا جائے کوئی پہلے سے prequalify کر کے ایسے contractors لائے جائیں جو پرائیویٹ ہوں اور وہ اپنے بلڈوزرز لائیں اور گورنمنٹ جو سبسڈی دے رہی ہے جو کچھ دے رہی ہے وہ اُنہیں دے اور وہ بلڈوزر کے گھنٹے use کریں۔ اسمیں جو پانی کے کنارے دریا کے کنارے جو بھی گاؤں ہیں ہمارے حلقوں کے اندر اتنے گاؤں ہیں جو صرف بلڈوزر نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال پانی اُنکی زمینیں کھا رہا ہے۔ پانی کی وجہ سے مسجدیں اُنکی شہید ہو گئی ہیں اُنکے علاقوں کے اندر گھر تباہ ہو گئے ہیں اور وہ بے گھر ہوتے جا رہے ہیں اور move کرتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ صرف بلڈوزرز اگر ہوں اور flood protection کا پروگرام وہاں موجود ہو تو اُنکے گھر بچ سکتے ہیں اور گاؤں بچ سکتے ہیں۔ یہ ایک بہت important مسئلہ ہے اور بلوچستان جس طرح زمینداری کے حوالے سے ایک زمیندار کو اپنی زمین باندھنے کیلئے اور شروع کرنے کیلئے بلڈوزر اس کی backbone کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر اُس کی عدم دستیابی ہو تو آگے ایگریکلچر اور اسپیشلی اریگیشن کے ایسے پروجیکٹس جو پانی چینلنگ یا دوسری چیزوں کیلئے use ہوتے ہیں اُسمیں کوئی کامیابی نہیں ہو سکے گی اس پر خاص توجہ دی جائے۔ جناب سپیکر! معاملہ تو اور بہت سارے ہیں۔ اب میں صرف دہشت گردی کے حوالے سے۔ کافی ایسے اقدامات ہیں الگ سپلیمنٹری بجٹ میں بھی آئے ہیں بہت اچھی بات ہے۔ لوگوں کو compensations دیئے گئے ہیں۔ پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ equipment میں بھی اگلے سال اضافہ کیا جائے۔ لیکن جناب سپیکر! پچھلے ایک سال میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ دہشت گردی، جسمیں ٹارگٹ کلنگ ہو، چاہے religion سے related ہو، چاہے وہ nationalism سے related ہو، چاہے اقوام سے related ہو۔ چاہے secretarian violance سے related ہو۔ تو اسمیں ہماری حکومت کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ ہمارے

کوئٹہ کی protection کیلئے ایف سی کو کروڑوں روپے دیئے جارہے ہیں ۔لیکن روزانہ ایف سی پر ہی attack ہوتا ہے۔دوسرے ہمارے علاقوں میں پولیس کے اوپر اسی طرح attack ہوتے ہیں۔ٹھیک ہے تنخواہوں یا دوسری چیزوں سے، مجھے یا تو پولیس کے اقدامات کی یا ہماری armed forces جو یہاں موجود ہیں اُنکی کمزوری نظر آتی ہے کہ اسکے اوپر کوئی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔اگر میں پچھلے ڈھائی سال کے حوالے سے یہ حکومت سے پوچھوں کہ کتنے لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور کتنے لوگوں کو سزائیں دی گئی ہیں۔یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہوم منسٹر اسمبلی میں کھڑے ہوکر یہ کہتے تھے کہ جی میرے پاس لسٹیں موجود ہیں کہ یہ کام کون کررہے ہیں لیکن آئی جی قدم نہیں اُٹھاتا پولیس قدم نہیں اُٹھاتی۔تو لاء اینڈ آرڈر کی sitruation کے حوالے سے اس کو میں ایک بہت بڑی ناکامی کہوں گا۔صرف criticism کرنا بہت آسان ہے لیکن میں حکومت سے یہ اُمید بھی رکھتا ہوں ہمارے عوام بھی یہ اُمید رکھتے ہیں اور ہم ڈیمانڈ بھی کرتے ہیں کہ اسکے لئے کوئی جامع پلان بنایا جائے۔اگر افسران اسمیں interest نہیں لیتے۔ ہمارے آئی جی صاحب کئی ماہ سے چھٹی پر کینیڈا میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اب آئی جی جو وہ لگے ہیں اُسکے کچھ دن کے بعد اُنکا وہاں جانا ہوا۔اے آئی جی صاحب ہیں کوئی ریٹائرڈ ہورہا ہے کوئی کچھ ہورہا ہے۔تو اگر اس طرح کے سلسلے چلیں گے non-seriousness چلے گی۔تو اس طرح سے بلوچستان کے حالات روز بروز بگڑتے جائیں گے اور عوام کی جان ومال کا تحفظ نہیں ہوگا تو عوام نے پھر پانی کو کیا کرنا ہے سکولوں کو کیا کرنا ہے ہسپتالوں کو کیا کرنا ہے۔ہسپتالوں کے اندر جاکے bomb blast ہورہے ہیں۔سیکورٹی کے حوالے سے حکومت اس پر توجہ دے۔اور جو اس سال کی آپ ناکامی کہیں گے یا جسے میں ناکامی کہوں گا وہ اگلے سال میں ایک کامیابی کے طور پر سامنے آئے culprits کو گرفتار کیا جائے تاکہ ہمارے عوام اگر امن وامان میں رہیں گے تو آدھی روٹی بھی کھائیں گے atleast زندہ تو رہیں گے۔لیکن یہ حالات ایسے ہیں کہ کوئی اپنے مریض کو دیکھنے کیلئے ہسپتال بھی نہیں جاسکتا ہے کہ اُسے قتل کردیا جائیگا۔جناب سپیکر! میں 152 ارب روپے کا بجٹ اور پچھلے سال کے 83 ارب کا بجٹ یہ سب حکومت کی کاوشوں اور ان سب کے بعد آخر میں افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ میرے حلقے کو بالکل اس طرح سے نظر انداز کیا گیا ہے جیسا وہ بلوچستان کا حصہ ہی نہیں ہے۔موسیٰ خیل سے خضدار سے دوسرے حلقوں سے ہمارے علاقوں میں appointments کی جاتی ہیں۔ایم پی اے فنڈز کے حساب سے آج تک پی اینڈ ڈی میں سی ایم کے آفس سے کئی مہینے پہلے اسکیموں کے لیٹرز نکل چکے ہیں، آج تک پانچ کروڑ روپے ایم پی اے فنڈز میں سے ایک روپیہ پی اینڈ ڈی نے ریلیز نہیں کیا ہے۔PSDP میں 9 کروڑ 80 لاکھ پچھلے سال نواب صاحب نے مہربانی

کی رکھوائے، آج تک اُن میں سے ایک روپیہ خرچ ہوا نہ ریلیز ہوا۔ پی اینڈ ڈی میں آج بھی اگر پوچھیں تو وہ کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا آپکے فنڈ ز ابھی تک ریلیز نہیں ہورہے ہیں۔ اُنکے اپنے سارے linked آدمی ہیں۔ اب نواب صاحب نے مجھ سے پوچھا PSDP میں پندرہ کروڑ کی مزید اسکیمیں وہ بھی دے دی ہیں۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے علاقے کیلئے کوئی، ہم تو چاہ رہے تھے کہ نواب صاحب کی حکومت سے ہمارے علاقے میں بھی کوئی trickle down affect ہواور یہ جو اربوں روپے آغاز حقوق بلوچستان اور آپکے NFC ایوارڈ دوسروں سے ہمارے حلقوں کو بھی ملے اور وہاں بھی کوئی آبادی ہو۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بلڈوزر hours اور نوکریوں سے لے کر ہر چیز میں میرے حلقے کونظر انداز کیا گیا ہے اور اُسکی کیا وجہ ہوسکتی ہے وہ حکومت بہتر جانتی ہے۔ میری نواب صاحب سے یہ request ہے وہ مہربانی کر کے اس پر نظر ثانی کریں۔ یہ اگر اُنکی طرف سے جو مجھے 99% یقین ہے کہ یہ اُنکی طرف سے کوئی indication ہے اگر یہ کہیں اور سے ہے تو اسکے اوپر مہربانی کر کے کوئی ایکشن لیں اور اسکی رپورٹ طلب کریں تا کہ یہ فنڈ ز۔ اور ساتھ ہی آرڈر کریں کہ پچھلے سال کے ایم پی اے فنڈز ہیں اور دوسرے ہیں وہ 30 جون کو laps نہ ہوں اور جو پچھلے سال ہمیں نہیں مل سکا وہ ongoing اسکیمز کے طور پر اگلے سالوں میں آجائیں۔ ongoing اسکیمز کیلئے پچھلے سال 28 کروڑ روپے کی requirement تھی جو ongoing اسکیمز complete کرنی تھیں اُن کیلئے صرف ایک کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ اور اُس ایک کروڑ کے حساب سے اگر سی اینڈ ڈبلیوڈیپارٹمنٹ کو ہر سال ایک کروڑ ملے تو 28 سال میں یہ ongoing اسکیمیں جا کر تیار ہونگیں اور 28 سال میں انکی جولاگت ہے وہ میرے خیال میں دس سے بیس گنا جو مہنگائی کی شرح چل رہی ہے وہ اتنی ہوجائیگی۔ اور ہر سال ایک کروڑ کا دو کروڑ کا بنائیں گے وہ موسم اور حالات کی وجہ سے تباہ ہوجائینگے۔ آخر میں مَیں حکومت کو نواب صاحب کو سب کو بجٹ کے اتنے اچھے اچھے اقدامات کے اوپر مبارکباد پیش کرتا ہوں او رامید کرتا ہوں کچھ points کو جو میں نے اپنے حلقے کے حوالے صوبے کے دوسرے کچھ مسائل کے حوالے سے اُٹھائے ہیں اُنکے اُوپر مثبت اقدامات اُٹھائیں گے۔ او ران مسائل کو حل کریں گے او راسی طرح سے آگے بلوچستان ترقی کرتا رہیگا۔ Thank you very much

Mr . Speaker: Zahoor Buledi on a point of order .

میرظہوراحمد بلیدی(وزیرجی ڈی اے وبی سی ڈی اے): جناب سپیکر! میں آپکی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ آج ہم اس تاریخی بجٹ پر بحث کررہے ہیں اور جمہوریت کی مضبوطی کیلئے ساری پارٹیاں

کوششیں کر رہی ہیں اور اس بجٹ کو ہر طرف سے داد مل رہی ہے۔ جناب سپیکر! کئی مہینوں سے بی ایس او (آزاد) کے سیکرٹری جنرل ذاکر مجید لاپتہ ہیں اور اس کو فورسز اٹھا کر لے گئی ہیں۔ اس کی فیملی کئی دنوں سے بھوک ہڑتالی کیمپ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور وزیر اعلیٰ صاحب کی اس بات پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے اس اسمبلی کی کمیٹی بنائیں تاکہ یہ کمیٹی جا کر جن اداروں نے ذاکر مجید کو اٹھایا ہے اور ماورائے آئین اور ماورائے قانون اس کو حبس بے جا میں رکھا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ظہور صاحب! آپ کا پوائنٹ ریکارڈ پر آ گیا ہے آپ جو point raise کر رہے ہیں. You are a part of government. آپ اس گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ اگر کسی کو اُٹھایا ہے تو یہ آپ کی ذمہ داریوں میں ہے You can talk to the Chief Minister, you have a Cabinet forum. آپ کا پوائنٹ on record آ گیا۔

وزیر جی ڈی اے و بی سی ڈی اے: چیف منسٹر صاحب نے وزیر داخلہ سے بات کی ہے، پریذیڈنٹ صاحب سے بات کی ہے۔ لیکن اُن کی طرف سے یہ بات ہر وقت آ رہی ہے کہ ہم اس کو بازیاب کر لیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے وزیر اعلیٰ کوشش کر رہے ہیں۔ اور وزیر اعلیٰ کو کوشش کرنی بھی چاہیئے۔ You are part of Government. آپ کیبنٹ کے فورم پر اس بات کو اُٹھائیں۔

Minister GDA/BCDA: I know I am a part of Government, but it is a very important matter.

M . Speaker: Yes it is important, but you are in the Government. So, it is your responsibility to protect the people .

جی اسماعیل گجر صاحب۔۔ (مداخلت) آپ مجھ سے کیا رولنگ expect کرتے ہیں You are a part of Government. میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اسمیں کچھ کریں۔ Thank you ظہور صاحب! جی جعفر جارج صاحب!

جناب جعفر جارج: جناب سپیکر صاحب! شکریہ آپ کا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی تنخواہیں 100% بڑھائی گئیں۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں؟

جناب جعفر جارج: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں سب نے سنا ہے۔ میں

پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا بولیں۔

جناب جعفر جارج: یہ 100% تو تنخواہیں بڑھائی گئیں ہیں۔لیکن جو لوگ ملوث تھے اِن تنخواہوں کو بڑھانے کیلئے۔ میری یہ گزارش ہے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہ وہ اُن کو بھی بحال کریں، اُن کو بھی نوکریوں پر لے آئیں۔ اگر ایک ڈی آئی جی کو واپس لیا جا سکتا ہے، کمانڈنٹ بی آر پی، عابد نوتکانی کو۔ تو ایک کانسٹیبل کو بھی واپس اُسکی نوکری پر لیا جائے۔ Thank you

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ on record آ گیا ہے۔ جی اسماعیل گجر صاحب! آپ بجٹ پر بحث کریں۔

جناب محمد اسماعیل گجر (وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات): شکریہ جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے میں بلوچستان کے 62 سال کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنا خوبصورت اور ایک تاریخی بجٹ جو ایک سو باون ارب روپے پر مشتمل تھا، میں یہاں اس اسمبلی میں جناب نواب اسلم رئیسانی صاحب کا اور فنانس منسٹر جناب گیلو صاحب کا انتہائی مشکور ہوں اور اسکے ساتھ ساتھ کولیشن ہمارے دوست جو پوری کیبنٹ کے اندر بیٹھے ہیں اُن کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے مل جُل کر این ایف سی ایوارڈ کے اوپر ایک تاریخی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے آج یہ ایک تاریخی بجٹ ایک سو باون ارب روپے جس کا آج ہم دعویٰ کرتے ہیں وہ وجود میں آیا۔ جناب سپیکر صاحب! جس طریقے سے ایک توقع کی جا رہی تھی۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہنواز مری صاحب! سرور صاحب! please! مہربانی کر کے آپ ساتھیوں کو توجہ سے سنیں۔

وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر صاحب! جس طریقے سے ایک توقع کی جا رہی تھی کہ این ایف سی ایوارڈ کے فیصلے کے بعد ایک خطیر رقم بلوچستان کی 62 سالہ محرومیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ملے گی اور ہم صوبے کی ترقی و خوشحالی اور عوام کی محرومیوں کو دُور کرنے کیلئے خرچ کر سکیں گے۔ لیکن کمشنری نظام بحال ہونے کی وجہ سے، لیویز بحال ہونے کی وجہ سے، تنخواہوں میں اضافے کی وجہ سے ایک خطیر رقم غیر ترقیاتی اخراجات کے اندر صوبائی حکومت کو برداشت کرنی پڑی اور میں یہاں کہتا چلا جاؤں کہ پولیس کی جو تنخواہیں تھیں اُنکا جو مطالبہ تھا تینوں صوبوں میں کی گئیں اسکی ایک ہڑتال ہوئی اس پر بھی چیف منسٹر صاحب نے فوری ایکشن لیا اور اُن کی تنخواہوں میں اضافہ کیا۔ اور اسکے ساتھ ساتھ compensation کی جو رقم تھی جو موجودہ Law and order situation کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ لاکھ کی رقم کو 20 لاکھ پر لے جایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی

ایک اچھا اقدام ہے۔اور اسکے ساتھ ساتھ 25 ارب روپے جو ترقیاتی کاموں کیلئے مختص کئے گئے ہیں اور بنیادی طور پر دو ڈیپارٹمنٹس کو یہاں focus کیا گیا ہے ایجوکیشن اور ہیلتھ۔اور یہی دو سال سے اس اسمبلی کی آواز تھی کہ ہمارے سکول جن میں بچے بغیر ٹاٹوں کے بیٹھے ہوئے ہیں، بغیر چاک اور ڈیسک کے بیٹھے ہوئے ہیں۔اور یہی صورتحال ہیلتھ کے حوالے سے تھی کہ ہمارے جتنے بھی، پاکستان کا 44% رقبہ بلوچستان بنتا ہے، ہمارے جو دُور دراز کے ہسپتال تھے وہ ان تمام بنیادی چیزوں سے محروم تھے۔ میں یہاں نواب صاحب سے یہ request کروں گا کہ جہاں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اندر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک خطیر رقم آپ نے مختص کی ہے اتنا اس کا check and balance اور ایک monitoring team بھی ہونی چاہیئے۔ تاکہ اس تین ارب روپے کی خطیر رقم کو صحیح ہسپتالوں میں، لوگوں تک اسکی facilities پہنچائی جاسکیں۔ جہاں پرانے ڈیپارٹمنٹس ہیں، میں وزیراعلیٰ نواب اسلم رئیسانی صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے منسٹریاں بڑھائیں جس میں میرا ڈیپارٹمنٹ (اربن پلاننگ ڈیپارٹمنٹ) جو 1992ء میں ختم کیا گیا تھا 2008ء میں پھر اسکو restore کیا گیا۔لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے، یہاں میں چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، فنانس منسٹر کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے میرے سیکرٹری کو میٹنگز کے لئے بار بار پندرہ دن کا دس دن کا ٹائم دیتے رہے۔میرے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اسکی S.N.E وغیرہ پر کوئی میٹنگ نہیں کی گئی۔ میں خود سیکرٹری فنانس سے request کرتا رہا۔لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ بجائے توجہ دینے کے انہوں نے اُلٹا اس چیز کو focus کیا کہ جی آپکے ڈیپارٹمنٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ کام اربن پلاننگ کر رہا ہے، جی ڈی اے کر رہی ہے، بی ڈی اے کر رہی ہے۔یہ ادارے اگر اربن پلاننگ پر اُن کو اعتراض ہے تو میرا خیال ہے پھر دوسرے ڈیپارٹمنٹس بھی ختم کر دیئے جائیں وہ بہتر بات ہے۔ میں یہاں چیف منسٹر صاحب سے یہ request کروں گا کہ جو نئے ڈیپارٹمنٹس انہوں نے بنائے ہیں، یہاں میں اصغر رند صاحب کی تائید کرتا ہوں، اگر دوسرے ہمارے منسٹر صاحبان کی ذمہ داری لگائی گئی ہے انہیں ڈیپارٹمنٹس دیئے گئے ہیں، میری چیف منسٹر صاحب سے بجٹ سے پہلے بھی یہ demand تھی کہ ہمیں PSDP کے پیچھے، میں اسکے favour میں نہیں ہوں، جتنا ڈیپارٹمنٹس کو پیسے دینے کے favour میں ہوں کہ ڈیپارٹمنٹس کے through out یہ رقم بلوچستان کی فلاح و بہبود کے اوپر خرچ ہو۔لیکن میں پھر انکا مشکور ہوں کہ انہوں نے دو ارب روپے کی ایک رقم ڈیپارٹمنٹس کے حوالے سے رکھی ہے۔ یہاں میں گزارش کروں گا کہ نئے ڈیپارٹمنٹوں کو اسمیں زیادہ سے زیادہ oblidge کیا جائے، تاکہ بجٹ میں جن سات ارب روپے کا یہاں

خسارہ پیش کیا گیا ہے میں دعوے سے کہتا ہوں اربن پلاننگ کے اگر ہمیں یہ sources, projects دیئے جائیں انشاء اللہ revenue collect کر کے اس خسارے کو کم کرنے میں یہ ڈیپارٹمنٹس اپنا کردار ادا کریں گے۔ آخر میں مَیں 2008ء کے PSDP کی بات کروں گا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پی اینڈ ڈی کے اندر شاید چیف منسٹر کے یہ نوٹس میں نہ ہو، میں آج یہاں مجبور ہو کر اس اسمبلی کے پلیٹ فارم پر بولنا چاہتا ہوں کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں چودہ چودہ، پندرہ پندرہ مرتبہ PDWP کی میٹنگز کو cancel کیا گیا۔ جن کا شکوہ گیلانی صاحب بھی کر رہے ہیں تمام وزراء صاحبان بھی کر رہے ہیں ایم پی ایز بھی کر رہے ہیں۔ اگر اتنی خطیر رقم کو PSDP میں رکھا جاتا ہے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کیلئے رکھا جاتا ہے۔ پھر PDWP کی میٹنگز کو cancel کر کے پندرہ جون تک پہنچایا جائے۔ میں پھر یہ سمجھتا ہوں کہ ان پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے انکو lapse کرنے سے بہتر یہ ہے کہ پہلے خسارہ ہی اس سے پورا کرلیں جو ڈویلپمنٹ کی مد میں دیتے ہیں۔ اگر اس سے واقعی ایک PSDP جو دیا گیا ہے یا ڈیپارٹمنٹس کو جو اداروں کو جو پیسہ دیا گیا ہے تو ان کی بروقت پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ، کل یہاں جعفر خان مندوخیل صاحب نے بھی بات کی تھی کہ 44 کروڑ روپے کا ایک PSDP تو ہو گیا لیکن دوسرے کسی کے بھی PSDP نہیں ہو سکیں۔ یہاں مولانا واسع صاحب تشریف فرما ہیں میں اُن سے request کرتا ہوں کہ خدارا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں PDWP کی جو میٹنگز ہیں ان کو یقینی بنائیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ پیسے release کرنے کیلئے اسکی جو ایک ذمہ داری بنتی ہے اسکو نبھائے۔ تاکہ یہ اربوں روپے ہم last میں پہنچ کر اسکو surrender کر دیں۔ یا پھر اسکو next ہم اُس میں لے جائیں، ضائع کر دیں۔ تو مجھے ضرورت نہیں کہ ہم آ کر یہاں 11-2010ء کی جس ڈویلپمنٹ کی جو بات کر رہے ہیں تو وہ ہمارے مقاصد یہاں پورے نہ ہو سکیں۔ ڈیپارٹمنٹس اپنی ذمہ درایاں احسن طریقے سے پوری نہ کر سکیں۔ لہٰذا میں request کروں گا کہ ڈیپارٹمنٹس، پی اینڈ ڈی اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھائے۔ یہ جو 25 ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ PSDP کی مد میں جو پیسے رکھے گئے ہیں انکی جولائی کے بعد فوراً اسکی پی ڈی ڈبلیو کی میٹنگز کے اوپر آئے تاکہ بروقت کام مکمل ہو سکیں۔ اور بلوچستان کے لوگ رو رہے ہیں کہ ہماری 62 سالہ محرومیاں ہیں اُن کا ازالہ ہو سکے۔ بجٹ پر میں فنانس منسٹر صاحب کا چیف منسٹر صاحب کا آخر میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک تاریخی بجٹ ہے ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ لیکن یہ جو PSDP کی جو باتیں ہیں انکو یقینی بنایا جائے اس ڈویلپمنٹ کے پیسے کو۔ اگر یہ 25 ارب روپے کی جو رقم ہے اِس نے جا کر lapse ہو جانا ہے، میرا خیال ہے کہ ہم اسکو in future بالکل قطعاً برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ Thank you۔

جنابِ سپیکر: مولانا سرور صاحب!

مولوی محمد سرور موسیٰ خیل (وزیرِ محنت وافرادی قوت): بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔شکریہ جناب سپیکر! ایک حکومتی ممبر کو بجٹ پر بات کرتے ہوئے کافی مشکل پیش آتی ہے۔ کیونکہ صرف زبانی جمع خرچ پر گزارہ نہیں کیا جاسکتا۔ حقائق بھی بیان کرنے ہوں گے۔اور حقائق بیان کرنے سے ہوسکتا ہے کوئی ناراض ہو۔ بہرحال یہاں بہت سارے ممبر ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ جناب سپیکر! میں کسی کو مبارکباد دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔(ڈیسک بجائے گئے)

جنابِ سپیکر: 152 ارب روپے کا بجٹ ہے وزیرِ خزانہ کو مبارکباد نہیں دیں گے؟

وزیرِ محنت وافرادی قوت: نہیں قطعاً نہیں دوں گا جناب سپیکر! اس لئے کہ مجھے اُن سے کوئی۔۔۔(مداخلت)

جنابِ سپیکر: جی۔

وزیرِ محنت وافرادی قوت: جناب سپیکر! 62 سال کے بعد، پاکستان کی عمر 62 سال ہے۔اور بلوچستان کو صوبہ بنے ہوئے تقریباً 70ء سے لے کر اب تک 32 یا 38 سال ہوچکے ہیں۔ یہ پہلی بار جناب سپیکر! بہت بڑی خوشخبری اس صوبے کے عوام نے اس صوبے کی مقنّنہ نے اور اس صوبے کی پبلک نے سنی تھی کہ جناب! ہمیں پہلی دفعہ پاکستان کے وسائل کی تقسیم میں وہ حصہ مل رہا ہے جو 62 سال میں نہیں مل سکا۔ کہ چار یا پانچ روپے کی بجائے اب آپ کو نو روپے ملیں گے۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی خوشی کی بات تھی اس صوبے کے عوام کیلئے اور اس اسمبلی کیلئے۔لیکن جناب سپیکر! آپکو یہ سن کر یقیناً خوشی نہیں ہوگی کہ ہمیں 16 تاریخ تک بحیثیت ایک ممبر میں بات کروں گا یقیناً سب کا یہی حال ہے کہ 16 جون تک 21 کو بجٹ پیش ہورہا ہے اور 16 تاریخ تک کسی ممبر کو یہ پتا نہیں ہے کہ میں نے کیا تجویز دینی ہے اور میری ذمہ داری کیا ہے پی اینڈ ڈی یا فنانس نے مجھ سے کیا مانگنا ہے؟ کسی کو کچھ پتا نہیں تھا۔ جناب سپیکر! پیسہ آنا میرے خیال میں بڑی بات نہیں ہے پیسے کا ایک منصوبے کے تحت زمین پر لگانا یہ ایک بڑی بات ہے۔ جناب سپیکر! اربوں روپے اس صوبے میں پہلے بھی آچکے ہیں اور اس دفعہ بھی آئے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ زمین پر آپکو اُس حساب سے کچھ نظر نہیں آئے گا جسطرح کاغذات میں ایک چیز آپ کو نظر آئے گی۔ جناب سپیکر! اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں میرے خیال میں سب سے بڑے ظالم اس صوبے کے اور اس کے عوام کیساتھ ہم ہیں۔ اسکیم لینا اسکیم دینا یہ کرامات نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اُس پیسے کو زمین پر لگا کر اس صوبے کے عوام کو ایک سہولت دینا، یہ ہے اصل میں خدمت بھی اور یہ ہے اصل میں حکمرانی۔ (ڈیسک بجائے گئے) اور اگر ہم سے یہ نہیں ہوسکتا تو پھر میرے خیال میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ کہے

کہ جی میں اچھی حکمرانی کر رہا ہوں۔ اتنے بڑے پیسے کے بعد جناب سپیکر! اس صوبے کی حکومت کو ایک منصوبے کے تحت پورا ایک مہینہ پہلے پلاننگ کرنی چاہیئے تھی کہ جی ہم نے اس اضافی پیسے کو کہاں لگانا ہے۔ اس صوبے کے پسماندہ علاقے کونسے ہیں۔ اس صوبے کو بنیادی طور پر کس چیز کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! آپ ایمانداری سے بتائیں جب آپ کوئٹہ سے لسبیلہ، اوتھل یا اپنے گاؤں دُریجی سفر کرتے ہیں تو آپ یقین سے بتائیں کہ اُس دن آپ کو بخار نہیں ہوتا، اسلئے کہ روڈ نہیں ہیں۔ آپ اگر بائی روڈ جاتے ہیں تو آپ کو میرے خیال میں اُس دن ضرور بخار آتا ہوگا اگر بخار نہ بھی آیا تو کم از کم آپ اُٹھنے کے قابل نہیں ہوں گے، یہی حال جناب سپیکر میرا ہے۔ میں پرسوں رات اپنے آخری گاؤں جودُرگ کے نام سے پنجاب بارڈر پر ہے وہاں سے آیا اور کل تک مجھے بخار تھا۔ جناب سپیکر! ہماری سڑکوں کی یہ حالت ہے۔ اور ہم جلسوں میں کھڑے ہوکر بڑی باتیں کرتے ہیں جناب! اس دفعہ ہم نے اتنا پیسہ لیا وہ کہاں گیا کس چیز پر لگایا؟ میں آج بجٹ پڑھ رہا تھا جناب سپیکر! آپکو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ میرے ضلع میں دو پرائمری سکول دیئے گئے ہیں وہ دونوں ایک ہی گاؤں میں ہیں۔ راڑ شم کے ساتھ ایک گاؤں ہے سرلاٹی۔ دو سکول ہیں دونوں اسی گاؤں میں ہیں۔ کیا ہمارا کام یہ رہ گیا ہے کہ ہم گاؤں ڈھونڈتے رہیں۔ کوئی سفارشی آئے ہمارے پاس تاکہ ہم اسکو پرائمری سکول پوری کتاب میں چھاپ کر دیں۔ پرائمری سکول کا ہم سے کیا تعلق ہے وہ تو ڈائریکٹر ایجوکیشن کا کام ہے یا زیادہ سے زیادہ سیکرٹری ایجوکیشن کا کام ہے۔ بلوچستان گورنمنٹ کے PSDP میں اُس سکول کو ہم نے چھاپنا ہے پرائمری سکول کلی سرلاٹی۔ اور بدقسمتی دیکھو لاعلمی دیکھو کہ ایک گاؤں میں دو پرائمری سکول ہیں۔ پورے ڈسٹرکٹ میں دو سکول ہیں وہ بھی دونوں ایک ہی گاؤں میں ہیں۔ یہ آپ اندازہ لگائیں کہ منصوبہ بندی کی کیا حالت ہے۔ اب اگر کوئی کسی سے پوچھتا ہے کہ جناب سکول کہاں ضرورت ہے۔ اوّل تو میرے خیال میں جناب سپیکر! کسی سکول کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ضلع میں (375) سکول ہیں ان میں سے صرف پچاس سکول چل رہے ہیں تو مزید سکولوں کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ایک بندے کو دس ہزار گھر پر پہنچانے کیلئے یہ بجٹ بنا رہے ہیں۔ جو سکول ہیں اُنہی کو آپ فعال کریں۔ یہ جو پیسہ ہے آپ اُسی پر لگائیں۔ جناب سپیکر! مجھے اس بجٹ میں صرف ایک چیز کی خوشی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ایک نئی روڈ PSDP میں شامل کروادی جو لورالائی سے براستہ مرغہ کبزئی، موسیٰ خیل، دُرگ، تونسہ شریف تک بنے گی۔ اِس روڈ کو واقعتاً اگر یہ بنتی ہے تو اس روڈ پر اس صوبے کے عوام کو، اس صوبے کے زمینداروں کو، تاکہ وہ اپنے وسائل اپنی فصل وہاں پہنچاسکیں اور صوبے کے کانکنوں کو تاکہ وہ اپنا کوئلہ یا اپنا ماربل اس روڈ سے پنجاب کی منڈیوں تک پہنچاسکیں۔ اس کے علاوہ مجھے اس بجٹ میں خوشی کی کوئی بات نظر نہیں آرہی۔

لیکن میں ایک بات بغیر کسی کی وہ مصنوعی انداز اختیار کیئے ہوئے سیکرٹری فنانس کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے موسیٰ خیل کے ساتھ بہرحال اچھائی کی ہے۔ بجٹ میں ہیلتھ کے حوالے سے ایسے دُور دراز علاقوں میں اُس نے دو تین BHU's دیئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اُس گاؤں کا جہاں انہوں نے ایک BHU دیا ہے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ وہاں ایک عورت کو سانپ نے کاٹا۔ اور وسائل نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ اُس کا فوری طور پر علاج نہ کرواسکے اب وہ بی ایم سی میں داخل ہے۔ اور ڈاکٹر نے کہا ہے کہ یہ گوشت سارا نکالنا پڑے گا اور کہیں اور سے گوشت کاٹ کر اس جگہ کو fill کرنا پڑیگا۔ اور اب پتا نہیں اس کا کیا بنے گا ہوسکتا اسکی ٹانگیں کٹ جائیں۔ اسلئے کہ وہاں کوئی دوائی نہیں تھی سانپ وغیرہ کی جوز ہر مار دوائی ہے۔ اُس گاؤں میں انہوں نے ایک BHU دیا ہے۔ اللہ کرے کہ اس BHU میں کوئی بیٹھ کر بھی کچھ دے سکے۔ بہرکیف جناب سپیکر! جو ہم سوچتے رہے اور جو ہم خوش ہوتے رہے ہمیں کچھ نہیں ملا۔ اور اگر کوئی ناراض نہ ہو تو میں یہ فقرہ کہوں گا کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب سپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 26 جون 2010ء بوقت سہ پہر چار بجے۔۔۔(مداخلت)

میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی (وزیر کیو واسا و QGWSP): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی آپ بولیں پھر میں اسکو ختم کرتا ہوں۔

وزیر کیو واسا و QGWSP: جناب سپیکر! پرسوں کے اجلاس میں جناب مطیع اللہ آغا صاحب جب chair کررہے تھے، میں بولنا چاہ رہا تھا اُس نے بولنے نہیں دیا، اُس حوالے سے۔

جناب سپیکر: نہیں آپ نام دیتے۔ دیکھیں اگر آپ مجھے نام دیتے۔

وزیر کیو واسا و QGWSP: نہیں میں اِس پر نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کا میں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی آپ بولیں۔

وزیر کیو واسا و QGWSP: جناب سپیکر!۔۔۔(مداخلت)

جناب سپیکر: اب سب اُٹھ گئے ہیں آپ کل ~~بولیں اگر بہت~~ ضروری ہوتا تو آپ شاید پہلے کہتے۔

وزیر کیو واسا و QGWSP: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 26 جون 2010ء بوقت سہ پہر چار بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 6 بجکر 34 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)